پیغمبر اسلامؐ کی تبلیغی راہ وروش

مؤلف: ہاشم محمدی
مترجم: ڈاکٹر مولانا رضوان حیدر

انسانی تاریخ میں خود ساختہ حکومتوں اور طاقتوں کے ثبات کی وجہ غلط شیطانی تبلیغات رہی ہیں لیکن انبیائے کرام کی تبلیغات کی بنیاد انسان سازی رہی ہے اور یہ بات طے ہے کہ اگر تبلیغ کا مناسب اور کارآمد طریقہ نہ ہو تو تبلیغ ممکن نہیں ہے۔ تبلیغی طریقوں کے مفید اور کارآمد ہونے کے لئے اس کی ظرافت اور حساسیت کے پیش نظر وحی الٰہی سے استفادہ کرنا چاہئے۔ اس مقالہ کا مقصد وحی کے مظہر و ترجمان یعنی پیغمبر اسلامؐ کی تبلیغی راہ وروش کو معلوم کرنا ہے۔

قرآن کریم کی آیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ کا مطلب ہے ایسے احکام و معارف الٰہی کو پہنچانا اور بیان کرنا جس سے ہدایت اور بشارت کا پہلو عیاں ہو، تاکہ انسان اپنے ارادہ و اختیار کے ذریعہ حق کی راہ کو طے کر سکے۔ یہ ذمہ داری انبیاء و اولیائے الٰہی کے سپرد کی گئی ہے جس کی دو اہم بنیادیں ہیں: ایک آزادی اور دوسرے برہان و دلیل۔ اسی وجہ سے پیغمبر اسلامؐ کی زندگی کے تمام اعمال وافعال اور سیرت و کردار کے ہر پہلو کو تبلیغی راہ وروش کے عنوان سے دیکھا جاتا ہے۔

تبلیغی نظام کے چار اہم عناصر ہیں: پیغام لانے والا، اصل پیغام، پیغام حاصل کرنے والا اور اس کے پہنچانے کا طریقہ۔ ہمارے آخری نبی پیغام لانے والے، قرآن مجید ان کا پیغام، زمانہ جاہلیت کے عرب پیغام حاصل کرنے والے اور پیغام پہنچانے کا طریقہ حضور اکرمؐ کے اعمال وافعال اور سیرت و کردار ہیں جس کا مقصد دین الٰہی کی تبلیغ ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے تبلیغ کے لئے مختلف راہ وروش سے استفادہ کیا جسے پیغام پہنچانے کا طریقہ، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کیفیت اور اپنی تبلیغ کو وسعت دینے کے طریقے کی بنیاد پر انفرادی، اجتماعی، علاقائی اور عالمی زمروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ہم دوسرے اعتبار سے

بھی آپ کی تبلیغ کے طریقوں کی تقسیم کر سکتے ہیں جیسے اخلاقی، ہنری، اصولوں کی رعایت، تربیتی (جس میں تشویق و تنبیہ بھی ہو)، حفاظتی اور دور اندیشی وغیرہ۔

پوری انسانی تاریخ میں خود ساختہ طاقتیں ہمیشہ تین بنیادوں پر ٹکی رہی ہیں اور وہ ہیں: تبلیغات، تسلیحات (اسلحہ کا استعمال) اور اطلاعات (معلومات یا information) جن میں تبلیغات کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ البتہ ان کی پسندیدہ تبلیغات شیطانی تبلیغات رہی ہیں اور انہوں نے اس کے ذریعہ عوام کے احساسات و خیالات پر غالب آنے کی کوشش کی ہے اور لوگوں کے دل و دماغ کو ایک اسلحہ کے عنوان سے استعمال کر کے سماجی طاقت سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ آج کی دنیا میں اس طریقہ کا حیرت انگیز طور پر عام ہونا اقدار و اخلاق کی نابودی اور انسانی فکر و نظر کی کمزوری کا باعث ہوا ہے اور آج کا انسان شیطانی تبلیغات کے زیر اثر اپنی پہچان کھو چکا ہے اور صاحبان قدرت کے لئے آلہ کار بن کر رہ گیا ہے۔

تبلیغات کا تسلیحات اور اطلاعات پر مقدم ہونا واضح ہے، اس لئے کہ اسلحے بغیر ایسے ارادہ کے جو ان اسلحوں کا استعمال کرے بے فائدہ ہیں اسی طرح اطلاعات بنا ایسی فکر و نظر کے جو اس کا تجزیہ کر سکیں سیاسی اعتبار سے کسی کام کی نہیں ہیں اور فکر و نظر اور ارادہ و اعتقاد کی تبلیغات کے ذریعہ ہی حفاظت و ترقی ہونی چاہئے۔

اس کے بر عکس حقیقت، عدالت اور آزادی کے حامی افراد اگر چہ تعداد کے لحاظ سے طاقتور ہیں لیکن ہمیشہ تبلیغات، تسلیحات اور اطلاعات کے اعتبار سے کمزور رہے ہیں جس کے نتیجہ میں وہ یا تو ہار کر میدان چھوڑ گئے یا پھر کبھی بھی طاقت حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے اور اس کی اصل وجہ وہ سچائی اور خوش فہمی ہے جو کبھی کبھی سادگی کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ حق پسند افراد کو ہر طرف خلوص اور پاکیزگی ہی نظر آتی ہے اس لئے ان کو اس بات کا اندازہ نہیں ہو پاتا کہ کافروں کے دلوں میں چھپے ہوئے اندھیرے کس حد تک سیدھے سادے لوگوں کو گمراہ کر سکتے ہیں۔

حق پرست لوگوں کی نفسیات میں ایک قابل غور بات یہ ہے کہ ان کی نظر میں لوگوں کو پوری آزادی ملنی چاہئے اسی لئے انہوں نے کبھی شیطانی تبلیغات کے طریقوں کو جاننے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اس کے علاوہ اس بات کی طرف توجہ بھی ضروری ہے کہ ایمانی تبلیغات انسان کو اصلاح کی طرف اور شیطانی تبلیغات بربادی کی طرف لے جاتی ہیں اور یہ واضح ہے کہ تباہی و بربادی تعمیر کی بنسبت زیادہ آسان ہے

کیونکہ تعمیر کے لئے وقت و سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ تخریب بہت جلد اور کم سرمایہ میں عمل میں آجاتی ہے۔

حق پسند لوگ اگر اپنی قسمت کا فیصلہ خود کرتے ہوئے ظالموں پر غالب آنا چاہتے ہیں اور ایک ایسے سماج کی تشکیل چاہتے ہیں جو کفر و شرک سے پاک و پاکیزہ ہو اور اس طرح وہ اپنے دشمن کو مایوس کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ:

اولاً: حقائق پر نظر رکھیں اور یہ سمجھیں کہ انسان ایک ایسی مخلوق ہے جس کے دو پہلو ہیں ، اس کے ایک طرف اندھیرا ہے اور دوسری طرف روشنی اور انسان اس راہ میں تاریکی کی آخری حد تک جاسکتا ہے۔ اسی طرح اس کے اندر کمالات کے بلند مراتب پر فائز ہونے کی صلاحیتیں بھی پائی جاتی ہیں فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا . قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا[1] لہٰذا واقع بین ہونے کی ضرورت ہے تاکہ پچھلی غلطیاں نہ دہرائی جائیں۔

ثانیاً: اس بات کا خیال رہے کہ کبھی کبھی شیطانی تبلیغات کرنے والوں کا مقابلہ لوگوں کے ارادہ کی آزادی کے لئے ہوتا ہے اور یہ سوچ کر کہ ہر انسان اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے ، لوگوں کو چھوڑ نہیں دینا چاہیے ۔ اس لئے انسان کا ضمیر اس بات کا حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی گمراہی میں پڑا ہوا ہے تو اس کی مدد کرنی چاہئے۔

چو می بنی کہ نابینا و چاہ است اگر خاموش بنشینی گناہ است

ترجمہ: جب دیکھو کہ اندھے کے سامنے کنواں ہے تو خاموش بیٹھنا گناہ ہے۔

انسان کی نجات کے لئے تبلیغ اور راہنمائی کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے اور مناسب طریقہ کے بغیر تبلیغ فائدہ مند نہیں ہے خاص طور سے اس زمانہ میں جبکہ استعماری اور دین مخالف طاقتیں نئے نئے اور دلکش طریقوں سے بنی نوع انسان کو گمراہ کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ تبلیغ بہت ہی حساس اور نازک مرحلہ ہے اس لئے صحیح تبلیغی راہ وروش کے لئے وحی الٰہی سے مدد لینی چاہئے تاکہ ہم غلط راستہ پر نہ پڑ جائیں۔ پیغمبر اسلامؐ اور ائمہ معصومین علیہم السلام وحی کے مظہر و ترجمان ہیں لہٰذا آپ حضرات کی سنت و

۱۔ سورہ شمس، آیات ۸۔۷

سیرت کے ذریعہ ہی تبلیغ کے صحیح طریقہ کو معلوم کرنا چاہئے اور بہت ماہرانہ طریقہ سے اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

اس مقالہ میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ عالم انسانیت کی سب سے عظیم شخصیت کی زندگی پر نظر ڈالی جائے اور تبلیغ کے سلسلہ میں آپ کے ذریعہ استعمال کئے گئے طریقوں اور اس کے نتائج کو معلوم کیا جائے لٰہذا اس مقالہ کا طریقہ تحقیق تاریخی تحلیل کا طریقہ ہے یعنی تاریخ میں جو کچھ ہوا ہے اس کا تجزیہ کیا جائے گا ۔

لغت میں ابلاغ یعنی پہنچانا اور تبلیغ یعنی پہنچ کے معنی میں ہے اور اصطلاح میں تبلیغ یعنی کسی بات کو دوسروں تک پہنچانا جس میں ہر طرح کے پیغام شامل ہیں اور مبلّغ یعنی تبلیغ کے مخصوص پیغام کو پہنچانے والا۔ مبلّغ کا پیغام اور تعلیمات اس کے مطالب کے اعتبار سے تبلیغ کی کیفیت کو معین کرتا ہے۔

تعلیم و تبلیغ میں فرق ہے ۔اگر تبلیغ کے معنی پیغام حاصل کرنے والے تک پیغام کا پہنچانا ہے تو پھر مبلّغ کو پیغام حاصل کرنے والے سماج تک جانا چاہئے اور اس کی ذمہ داری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو پیغام کو سماج تک پہنچائے، اس لئے مبلّغ کا کام انبیاء کے کام جیسا ہے جبکہ معلم کی ایسی کوئی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس علم حاصل کرنے والے کو چاہئے کہ وہ استاد کے پاس جائے اور اس سے علم حاصل کرے۔ اس کے علاوہ اگرچہ پیغام، پیغام پہنچانے والا اور پیغام کو حاصل کرنے والا یہ تینوں چیزیں تبلیغ اور تعلیم دونوں میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں لیکن تبلیغ میں ایک اور بنیادی عنصر ہے جس کو اجتماعی رجحان کہا جاتا ہے جو تبلیغی کاموں کے ذریعہ پیغام کے عام ہونے کا سبب ہوتا ہے۔ یہ عنصر تعلیم میں بہت کم پایا جاتا ہے۔[1]

اسلام میں تبلیغ سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو فطرت انسانی اور احکام و معارف سے روشناس کرایا جائے اور مؤمنین کو جنت اور اللہ تعالی کی نعمتوں کی بشارت دی جائے اور مخالفین کو انذار کیا جائے۔ اسلام تبلیغ کے ذریعہ بشریت کی اس طرح سے تربیت کرنا چاہتا ہے کہ وہ اپنے اختیار و ارادہ سے خود کو پہچان سکے اور یہ سمجھ سکے کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اسے کہاں جانا ہے اور اس راستہ میں اس کی ذمہ داری کیا ہے۔ مغربی دنیا میں تبلیغ کا مطلب ہوتا ہے کچھ خاص اہداف تک پہنچنے کے لئے افکار عامہ میں مطلوبہ تبدیلیاں کرنا۔ یہ تبدیلیاں کسی بھی طریقے سے رونما ہوں ان سب کو تبلیغ کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے جب کہ اسلام نے روش تبلیغ کے لئے کچھ حدود اور قوانین بنائے ہیں۔

۱۔ زورق، محمد حسن، مبانی تبلیغ، ص۴۰

بلغ کا مادہ قرآن کریم میں تقریباً ۷۷ جگہوں پر مختلف صیغوں کے ساتھ پہنچانے، ترقی کرنے، پہنچنے، بیان کرنے، اصلاح کرنے، حکم کو نافذ کرنے، حجت بالغہ، حکمت بالغہ، تبلیغ اور پیغام الٰہی اور احکام خدا کو پہنچانے، اختتام و آخر اور موثر و دلنشین گفتگو کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح انذار، تبشیر (اسراء،۱۰۵)، بلاغ (احزاب،۳۹)، تخویف (اسراء،۵۹)، ہدایت وارشاد (جن،۲)، دعوت (نوح،۵) اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر (توبہ،۷۱) جیسے الفاظ بھی تبلیغ کے لئے استعمال ہوئے ہیں جن کے ذریعہ تبلیغ کے کسی نہ کسی پہلو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لہٰذا قرآن کریم کی ان آیات سے جو ابلاغ و تبلیغ یا اس سے قریب معنی کے سلسلے میں نازل ہوئی ہیں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ تبلیغ وہی احکام و معارف اسلامی کو بیان کرنا ہے تاکہ انسان اپنے ارادہ و اختیار کے ذریعہ حق کی راہ کو طے کرسکے۔ یہ وہی ذمہ داریاں ہیں جو سب سے پہلے انبیائے الٰہی پر اور پھر آپ کے جانشینوں پر عائد ہوتی ہیں۔ اسلام میں تبلیغ کی بنیاد اور عناصر تبلیغ دو اہم چیزیں ہیں جن کی طرف ہم یہاں سب سے پہلے اشارہ کررہے ہیں۔

اسلام میں تبلیغ کی بنیاد:

قرآن کریم کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تبلیغ دو بنیادوں پر استوار ہے:

۱۔آزادی کی بنیاد پر تبلیغ: قرآن کریم کی متعدد آیات میں ارشاد ہوتا ہے "اے پیغمبر آپ لوگوں پر زور زبردستی کرنے کا حق نہیں رکھتے اور آپ کی ذمہ داری صرف پیغام کو پہنچا دینا ہے اب جو چاہے پیروی کرے اور جو چاہے نہ کرے، ہمارے بہترین بندے وہ ہیں جو باتوں کو سنتے ہیں اور ان میں سے اچھی باتوں کا اتباع کرتے ہیں"۔تدبیر، تعقل، بصیرت وآگاہی اور حق انتخاب، دین مبین اسلام کے امتیازات و خصوصیات میں سے ہے۔

۲۔ دلیل کے ذریعہ تبلیغ: اسلام کی دعوت دلیل و برہان، استدلال اور موعظہ کی بنیاد پر ہوتی ہے چنانچہ قرآن مجید کی بہت سی آیات میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے لیکن گمراہ کرنے والوں کی دعوت، رشوت، قانون کی تبدیلی، حاکموں پر غلبہ، مخالف کی تحقیر، ڈرانا، دھمکانا، تہمت اور طاقت و مار پیٹ، مادی زرق و برق، لوگوں سے جھوٹے وعدے وغیرہ پر استوار ہے۔[1]

۱۔ قرائتی، محسن، قرآن و تبلیغ، ص۲۱،۲۰

تبلیغ کے عناصر:

ایک مکمل ارتباطی نظام کو قائم کرنے کے لئے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے جن کو ارتباطی عناصر کہتے ہیں اور تبلیغ بھی چونکہ ایک مکمل ارتباطی نظام ہے لہذا اس میں ان چار عناصر کا ہونا ضروری ہے:

الف: پیغام دینے والا

ب: پیغام

ج: پیغام کو حاصل کرنے والا

د: پیغام پہنچانے کا طریقہ

الف: پیغام دینے والا:

نظام تبلیغ میں اس عنصر کا مطلب وہی مبلّغ یعنی تبلیغ کرنے والا ہے جس کے لئے اسلام نے کچھ شرائط و صفات معّین کئے ہیں اور پیغمبر اسلامؐ میں جو دین اسلام کے پہلے مبلّغ تھے وہ تمام شرائط و صفات بطور احسن و اکمل پائے جاتے تھے جن میں سب چند موارد کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے: قلبی ایمان (آل عمران،۱۰۰)، اچھا اخلاق (احزاب، ۳)، فکری و عقلی اعتبار سے مکمل واحکام الٰہی سے آگاہ (نحل،۱۱۶)، عالم با عمل (صف، ۳)، خوف خدا (احزاب ،۳۹)، بے نیاز (شعراء،۱۴۵،۱۲۷،۱۰۹، ۱۶۴، ۱۸۰)، صبر و تحمل والے، بردبار، زحمتکش اور مشقت برداشت کرنے والے (سجدہ ،۲۴)، محبت کرنے والے اور معاف کرنے والے (آل عمران ، ۱۵۹)، متانت و نرمی والے (طہ ،۴۴)، شرح صدر رکھنے والے (طہ ،۳۵،انشراح ،۱)، تکلف سے پرہیز کرنے والے (ص،۸۶)، شجاع و بہادر (نہج البلاغہ ،۳، ۲۱۴)، گفتگو میں اخلاق اور خیر خواہی اور بلاغ مبین ۔

ب: پیغام:

پیغمبرؐ اسلامؐ کے نظام تبلیغ میں عنصر پیغام قرآن کریم ہے جس نے اپنی حقانیت، وسعت مطالب اور اعجاز کی وجہ سے انسانوں کی پاک فطرت کو ہمیشہ متاثر کیا ہے۔

ج: پیغام حاصل کرنے والے (مخاطب):

پیغام حاصل کرنے والے کا سن و سال اور علمی معیار پیغام کے اثر انداز ہونے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کے سب سے پہلے مخاطب زمانہ جاہلیت کے عرب تھے جو کبھی کبھی حق کی دعوت کے مقابلہ

میں پتھر کی طرح سخت ہو جاتے اور زحمتیں کھڑی کر دیتے تھے جن کو رام کرنے کے لئے آپ نے چوتھے عنصر یعنی طریقہ تبلیغ کو بڑے ہی ماہرانہ انداز میں اور وحی کے ذریعہ استعمال کیا اور تب آپ کو کامیابی ملی ۔

د: پیغام پہنچانے کا طریقہ:

تبلیغ میں جو طریقے استعمال کئے جاتے ہیں ،ان کی بہت ساری قسمیں ہیں اور ہم آسانی سے ان کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتے پھر بھی ان کو مندرجہ ذیل کچھ قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ سکھنے کے اعتبار سے تبلیغ کے طریقے جو نفی و اثبات ،شرطیہ ،اچانک منصوبہ بندی اور استدلالی طریقوں پر مشتمل ہے۔

۲۔ پیغام کو پیش کرنے کی کیفیت کے اعتبار سے ابلاغ کا طریقہ جس میں انفرادی و اجتماعی طریقوں سے پیغام کو پیش کیا جاتا ہے۔

۳۔ مخاطبین کے ساتھ برتاؤ کے اعتبار سے تبلیغ کے طریقے جس میں بلا واسطہ، دو بدو، تقریر، خطبہ، مذاکرہ اور ملاقات وغیرہ اور بالواسطہ جس میں ہنری طریقے سے جیسے قصہ و کہانی ،خط و کتابت یا ڈرامہ وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

پیغمبر اسلامؐ نے اپنی تبلیغی ذمہ داریوں میں مذکورہ تمام طریقوں کو بحسن و خوبی استعمال کیا اور اس کے علاہ دوسرے خاص طریقوں سے بھی استفادہ کیا جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے ۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے عناصر ہیں جو تبلیغ کے اثر انداز ہونے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جیسے کہ تبلیغ کا وقت ، جگہ اور منصوبہ بندی وغیرہ۔ تبلیغ کے سلسلہ میں جگہ کو خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے کہ ایک مناسب مقام پر لوگوں پر دینی احکام و مسائل کی تبلیغ زیادہ اثر انداز ہو سکتی ہے ۔اسی لئے پیغمبر اسلامؐ خانۂ کعبہ کے قریب لوگوں کو خدا کا پیغام پہنچاتے اور اسلام کی دعوت دیتے تھے یا حجر اسمٰعیل کے قریب بیٹھ جاتے اور قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کرتے اور اس طرح تبلیغ کرتے تھے ۔امام حسینؑ کربلا جانے سے پہلے کچھ ماہ مکہ میں رہے تاکہ حجاج آئیں اور آپ خانہ کعبہ کی فضا میں اپنا پیغام ان لوگوں تک پہنچائیں اور یزیدی حکومت کے حالات سے ان کو آگاہ کریں اور اس طرح تمام حجاج امام علیہ السلام کے پیغام کو اپنے علاقے کے لوگوں تک

پہنچائیں۔امام جعفر صادقؑ نے اپنے ایک شاگرد ابان ابن تغلب سے فرمایا: اجلس فی المسجد و افت للناس[۱]۔ ترجمہ: مسجد میں بیٹھو اور لوگوں کے لئے مسائل بیان کرو۔

البتہ اگرچہ ان مقامات پر دینی احکام کی تبلیغ کافی حدتک موثر ہے لیکن صرف انہیں مقامات میں محدود نہیں ہے بلکہ مبلّغ کو چاہئے کہ جو جگہ بھی خدا کے پیغام کو سننے اور سنانے کے لئے مناسب ہو اس سے استفادہ کرے اور خدا کے پیغام کو پہنچائے۔

مبلّغ کی کامیابی میں مناسب وقت کا انتخاب بھی کافی اہم ہے۔قرآن کریم کی آیات اور معصومین علیہم السلام کی سیرت پر اگر غور کیا جائے تو تمام امور خاص طور سے تبلیغی امور میں وقت کی اہمیت کو اچھی طرح سے سمجھا جاسکتا ہے۔

خداوند عالم نے قرآن کریم کو بہترین رات (شب قدر) اور بہترین وقت (ماہ مبارک رمضان) میں نازل کیا۔[۲] رسول اکرمؐ کی بعثت کے تین سال بعد آیۂ مبارکہ فَٱصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَأَعۡرِضۡ عَنِ ٱلۡمُشۡرِكِينَ[۳] نازل ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے اعلان دین کے لئے وقت مناسب نہیں تھا۔ جب رسول اکرمؐ کو کفار قریش تبلیغ رسالت سے روکتے تھے تو آپ حرام مہینوں اور حج کے ایام میں تبلیغ کرتے تھے۔

پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ کی ولایت و رہبری کو بہترین وقت (تمام حاجیوں کی حج سے واپسی) اور بہترین مقام (غدیر خم جہاں سے دنیائے اسلام کے تمام حجاج مختلف شہروں کے لئے روانہ ہوتے تھے) پر لوگوں کے سامنے پیش کیا۔[۴]

۱۔ منتہی الآمال، ج ۲، ص ۱٦٦
۲۔ إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ (سورہ قدر، آیت ۱)
۳۔ سورہ حجر، آیت ۹۴
۴۔ ٱلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلۡإِسۡلَٰمَ دِينًا (سورہ مائدہ، آیت ۳)

جناب ابراہیم نے خدائے وحدہ لاشریک کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے مختلف اوقات سے استفادہ کیا۔[۱] جناب موسیٰ نے اپنے دعوائے نبوت کی حقانیت کو ثابت کرنے اور فرعونیوں کو الٰہی معجزہ دکھانے کے لئے "روز زینت" یعنی قبطیوں کی عید کے دن کو انتخاب کیا۔[۲]

تبلیغ میں منصوبہ بندی بھی ایک اہم عنصر ہے کیونکہ کسی بھی کام میں کامیابی کے لئے صحیح منصوبہ بندی بہت ضروری ہے اور امر تبلیغ بھی جو ایک با مقصد نظام ہے اس عنصر سے مستثنیٰ نہیں ہے لہٰذا جہاں تک ہوسکے مقصد کے حصول کے لئے مادی اور معنوی یعنی انسانی اور غیر انسانی ذرائع کے ساتھ ساتھ مناسب منصوبہ بندی سے بھی استفادہ کرنا چاہئے۔

ہماری اگلی بحث سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوجائے گا کہ پیغمبر اسلامؐ نے کس طرح مناسب منصوبہ بندی کے ذریعہ اور تمام تبلیغی وسائل کے ساتھ ساتھ زمان و مکان سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی الٰہی ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دیا اور خاتمیت کا قابل فخر تمغہ بارگاہ خداوندی سے حاصل کیا۔

پیغمبر اسلامؐ کی تبلیغ کے مراحل اور دائرہ کار:

تبلیغ کا دائرہ کار بہت وسیع ہے لیکن قرآن کریم کی آیات سے استفادہ کرتے ہوئے پیغمبر اسلامؐ کی تبلیغ کو پانچ مرحلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تبلیغ کا پہلا مرحلہ خود آنحضرت سے متعلق ہے يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَأَنذِرْ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝٤ وَٱلرُّجْزَ فَٱهْجُرْ[۳]۔ دوسرا مرحلہ اپنے خاندان والوں کو ڈرانا ہے يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ[۴]۔ تیسرا مرحلہ رشتہ داروں کو ڈرانا ہے وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ ٱلْأَقْرَبِينَ[۵] اور چوتھے مرحلہ میں آپ

۱۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ ٱلَّيْلُ رَءَا كَوْكَبًا ۖ قَالَ هَـٰذَا رَبِّى ۖ فَلَمَّآ أَفَلَ قَالَ لَآ أُحِبُّ ٱلْـَٔافِلِينَ (سورہ انعام، آیت ۷۶)

۲۔ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ ٱلزِّينَةِ وَأَن يُحْشَرَ ٱلنَّاسُ ضُحًى (سورہ طٰہٰ، آیت ۵۹)

۳۔ سورہ مدثر، آیت ۲-۵

۴۔ سورہ احزاب، آیت ۵۹

۵۔ سورہ شعراء، آیت ۲۱۴

کی تبلیغ کی ذمہ داری اپنے علاقہ والوں سے مربوط ہے وَلِتُنذِرَ أُمَّ ٱلۡقُرَىٰ وَمَنۡ حَوۡلَهَا[1] اور آخر میں پانچویں مرحلہ میں دنیا کے تمام لوگ آپ کی تبلیغ سے متعلق ہیں نَذِيرٗا لِّلۡبَشَرِ[2]۔

تبلیغ کے ان پانچ مراحل اور ان سے متعلق آیات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مبلّغ کو چاہئے کہ :

اولاً: وہ اپنے اندر کچھ کمالات پیدا کرے۔ ثانیاً: اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کی اصلاح کرے اور ثالثاً: اپنے علاقہ کے تمام لوگوں کو مقدم رکھے جیسا کہ آنحضرت نے اس طریقہ سے اپنی تبلیغی ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دیا۔

تبلیغ کے عملی طریقوں کے پیش نظر جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا اور پیغمبر اسلامؐ کی حیات طیبہ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ نے تبلیغ کے مختلف طریقوں سے استفادہ کیا جن کو پیغام پیش کرنے، افراد کو اپنی طرف مائل کرنے اور تبلیغ کے دائرۂ کار کے اعتبار سے، انفرادی، اجتماعی، علاقائی اور عالمی طریقوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ رسول اکرمؐ نے ہر میدان میں ایک خاص طریقہ سے استفادہ کیا ہے البتہ پیغمبر اسلامؐ کی روش تبلیغ کو اخلاقی اور ہنری، اصول کی رعایت، تشویق وتنبیہ اور دور اندیشی جیسے عناصر کے لحاظ سے بھی تقسیم کر سکتے ہیں جس کی وضاحت کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ اس اہم نکتہ کی طرف بھی توجہ ضروری ہے کہ آنحضرت کی روش تبلیغ ان عام طریقوں تک محدود نہیں ہے بلکہ آپ نے وحی اور اپنی بے نظیر شخصیت کے سایہ میں دوسرے خاص طریقوں سے بھی استفادہ کیا۔ ہم یہاں پر مذکورہ چار طریقوں کے سلسلہ میں گفتگو کریں گے۔

۱۔ تبلیغ کے انفرادی طریقے:

تبلیغ کو چھوٹے پیمانہ پر شروع کرنا: بڑے بڑے عقلمند اور سماجی رہنماؤں نے اپنے مشن کا آغاز صحیح اور وسیع منصوبہ کے ذریعہ کیا ہے۔ ایک ایسا منصوبہ جس کے تمام تر مقدمات اور خصوصیات کو پہلے سے طے کیا جا چکا ہے لیکن وہ کبھی بھی یہ مان کے نہیں چلتے کہ ان کا مقصد ایک ہی جگہ یا یک بیک پورا ہو جائے گا۔ وہ لوگ اپنے کام کو چھوٹے پیمانہ سے شروع کرتے ہیں اور کامیابی ملنے کے ساتھ ساتھ اپنے دائرۂ کار کو وسیع کرتے ہوئے اسے مکمل کرنے میں لگ جاتے ہیں۔

۱۔ سورہ انعام، آیت ۹۲

۲۔ سورہ مدثر، آیت ۳۶

پیغمبر اسلامؐ نے بھی اسی قاعدہ سے استفادہ کرتے ہوئے پورے تین سال تک بنا کسی عجلت کے ایک چھوٹی سی بستی میں اپنی دعوت کو اس طرح پیش کیا کہ آپ فرداً فرداً لوگوں کے سامنے تبلیغ کرتے تھے جس کو خفیہ تبلیغ کہنا زیادہ بہتر ہے، اسی لئے آپ کی تبلیغ شروع شروع میں بڑی آسانی سے آگے بڑھی اور دوسرے لوگوں نے کسی طرح کی مخالفت یا دشمنی نہیں کی۔ آپ اپنی دعوت کو اس طرح پیش کرنا چاہتے تھے کہ شروع شروع میں آزادی رہے اور عام حالات میں آپ اپنی بنیادوں کو مضبوط کریں اور در اصل اپنی وسیع ذمہ داری کے لئے حالات سازگار کریں۔

تبلیغ میں فرد کی اصلاح: پیغمبر اسلامؐ نے تین سال تک، دعوت عام (جو آپ کی عالمی حکومت کا مقصد تھا) کے بجائے فرد کی اصلاح کی طرف توجہ دی۔آپ جس کے اندر بھی فکری اعتبار سے لیاقت و صلاحیت دیکھتے اس کے سامنے اپنے دین کو پیش کر دیتے۔ تاریخ نے رسالت کے اس حساس دور میں آپ کی رسالت کو قبول کرنے والوں کے ناموں کو محفوظ رکھا ہے اور یہ حضرات آنحضرت کے پہلے اصحاب میں سے تھے[۱]۔

مشہور قبائل کے سرداروں کو اپنانا: اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت کی رائج تہذیب کی بنیاد پر عوام اپنے قبیلے کے سرداروں کی مطیع و فرمانبردار ہوا کرتی تھی۔ کبھی کبھی پیغمبر اسلامؐ قبیلہ کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اس سنت سے استفادہ کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے سرداروں میں سے کسی ایک کو مسلمان کرکے یا سب کو مسلمان کر دیتے یا کم سے کم ان پر غلبہ حاصل کر لیتے تھے۔آپ نے یہودیوں کے مشہور سردار عبد اللہ بن سلام کو مسلمان کرنے میں اسی طریقہ تبلیغ سے استفادہ کیا ہے۔

جنگجوؤں کو اہمیت دینا: قبیلۂ نصر کا جوان مالک ابن عوف ایک جنگجو اور بہادر انسان تھا اور اسی نے جنگ حنین کی آگ لگائی تھی۔ اس نے طائف میں پناہ لے رکھی تھی اور قبیلہ ثقیف کی مدد کر رہا تھا۔ رسول اکرمؐ نے اس کو پیغام بھیجا کہ اگر وہ اسلام لاتا ہے اور مسلمانوں سے آملتا ہے تو اس کے آدمیوں کو آزاد کر دیا جائے گا اور اسے سو اونٹ بھی دیا جائے گا۔مالک چونکہ قبیلہ ثقیف کی خراب حالت اور اسلام کی روز بروز بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ رہا تھا، فوراً آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہوگیا۔ پیغمبرؐ نے بھی اپنا

۱۔ سیرہ ابن ہشام، ج۱، ص ۲۶۲،۲۴۵

وعدہ پورا کیا اور مالک کو قبیلہ نصر، ثمالہ اور سلمہ کے مسلمانوں کا سردار بنا دیا۔ وہ آپ کے اس لطف و کرم سے بے حد شرمندہ ہوا۔ اس نے آپ کی شان میں کچھ اشعار پڑھے جو اس طرح شروع ہوتے ہیں: میں نے دنیا میں محمد جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔[1]

جنگ میں بھی لوگوں کے حقوق کی رعایت: عدالت کا نعرہ لگانے والے کو چاہئے کہ وہ ہر موقع پر افراد کے حقوق کی رعایت کرے اور بنیادی طور پر اسلام کا سب سے اہم مقصد افراد کے حقوق کی رعایت ہے۔ جنگ بدر میں قریش کی ایک بڑی تعداد نے مسلمانوں کے خلاف حصہ لیا تھا لیکن نبی رحمت نے تاکیداً حکم دیا کہ دو طرح کے لوگوں کا خون نہ بہایا جائے، ایک وہ لوگ جو مکہ میں مسلمانوں کے ساتھ نیکی سے پیش آتے تھے اور ان کی حمایت کرتے تھے جیسے ابی البختری جس نے اقتصادی پابندی ختم کرنے میں مسلمانوں کی کافی مدد کی تھی، دوسرے وہ لوگ جو مجبوراً (مسلمانوں سے جنگ کے لئے) مکہ سے باہر آئے تھے اور دل سے پیغمبر اسلامؐ اور اسلام کو چاہتے تھے جیسے بنی ہاشم کے بہت سے افراد مثلاً آنحضرت کے چچا عباس[2]، اس لئے کہ اسلام کی بنیادوں کو حدود الٰہی کی رعایت پر استوار ہونا چاہئے یہاں تک کہ دشمن سے جنگ کے دوران بھی مقصد کو جذبات پر قربان نہیں کرنا چاہئے اور انتقام نہیں لینا چاہئے۔

گناہ پر مُصر جوانوں کو اظہار نظر کی اجازت دینا: ایک ایسا جوان جو مغرور، نافرمان اور کم فہم ہے اور اپنے والدین، استاد اور مذہبی رہنماؤں کی مخالفت اور نافرمانی کے ذریعہ اپنی شخصیت کو عیاں کرنا چاہتا ہے تو ایسی صورت میں ایک عقلمند مبلّغ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ جوان ایک غیر معمولی کیفیت سے دوچار ہے لہٰذا اس جوان کی شخصیت اور احترام کو برقرار رکھتے ہوئے بڑی سوجھ بوجھ کے ساتھ تبلیغ کرنی چاہئے۔ اسی لئے جب ایک جوان نے پیغمبر اسلامؐ سے زنا جیسے بُرے عمل کی اجازت مانگی تو اس بے ادبی پر اصحاب کے سخت اعتراض کے باوجود آنحضرت نے بڑی شفقت و نرمی سے اسے بلایا، اپنے پاس بٹھایا اور آہستہ سے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا یہ گوارا ہے کہ لوگ یہی کام تمہارے رشتہ داروں کے ساتھ انجام دیں؟ جوان نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں، ہرگز نہیں تو آپ نے فرمایا: اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی ناموس کے

۱۔ سبحانی، جعفر، فروغ ابدیت، ج ۲، ص ۳۶۷

۲۔ ایضاً، ج ۲، ص ۵۰۱

ساتھ اس کام کو کرنے پر خوش نہیں بلکہ ناراض ہوتے ہیں[۱]۔ اس حکیمانہ طریقہ نے جو آپ کے لطف و کرم کا مظہر تھا اس جوان کو منقلب کر دیا اور اس کے بعد سے اس کے نزدیک سب سے بُرا کام زنا تھا۔

مسلمان ہونے والے کافروں کے سرداروں کی تالیف قلب : حصول مقصد کا ایک طریقہ کفار کے سخت دلوں کو جیتنا ہے جسے اسلامی فقہ میں مؤلفۃ القلوب کہا جاتا ہے اور قرآن کریم کی صریح نص سے پتہ چلتا ہے کہ اس کام کے لئے زکات کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔[۲] اسی لئے پیغمبر اسلامؐ نے جنگ حنین کے بعد مسلمانوں کے درمیاں مال غنیمت تقسیم کرتے وقت اس کے خمس کو جو آپ کا حق تھا قریش کے ان سرداروں کے درمیان تقسیم کر دیا جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ ابو سفیان، معاویہ، حکیم ابن حزام، حارث ابن حارث، حارث ابن ہشام، سہیل ابن عمرو، حویطب ابن عبد العزیٰ اور علا ابن جاریہ جو سب کے سب کفر و شرک کے سردار اور اسلام کے سخت ترین دشمن تھے اور نئے نئے مسلمان ہوئے تھے انہیں سو اونٹ دئے۔ اسی طرح جو لوگ ذرا ان سے کمتر درجہ کے تھے انہیں پچاس اونٹ دئے[۳]۔ وہ لوگ آنحضرت کے اس رویہ سے بہت متاثر ہوئے اور اسلام کے گرویدہ ہو گئے۔

انکساری اور حسن اخلاق کا مظاہرہ : کبھی کبھی مبلّغ کو چاہئے کہ وہ اپنی نجی زندگی کو لوگوں کے سامنے اس طرح ظاہر کرے کہ ان پر حقیقت واضح ہو جائے تاکہ وہ یہ جان لیں کہ مبلّغ جو کہتا ہے اور جن چیزوں کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے اس پر وہ خود بھی دوسروں سے زیادہ عمل کرتا ہے۔ اسی طرح اسے چاہئے کہ وہ لوگوں سے تواضع و انکساری سے پیش آئے تاکہ وہ ظالم و جابر بادشاہوں کی طرح دوسروں سے الگ دکھائی نہ دے۔

جب عدی ابن حاتم مدینہ کی مسجد میں پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ اپنی جگہ سے اٹھ گئے، اُن کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے۔ آپ کی سادہ زندگی کو دیکھ کر عدی بہت متاثر ہوئے۔ آنحضرت نے لیف خرما کی توشک جو آپ کے پاس تھی اس پر عدی کو بٹھایا اور خود چٹائی پر بیٹھے۔ عدی آپ کی انکساری

۱۔ بی آزار شیرازی، عبدالکریم، قرآن و تبلیغ، ص ۵۸-۶۰

۲۔ سورہ توبہ، آیت ۶۰

۳۔ سیرہ ابن ہشام، ج ۳، ص ۴۹۳

دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئے اور آپ کے بہترین اخلاق و صفات اور لوگوں کے بے پناہ عزت و احترام کی وجہ سے سمجھ گئے کہ وہ کوئی معمولی انسان نہیں ہیں اسی لئے اس کے بعد عدی مجاہد مسلمانوں کی صف میں آگئے۔[۱]

مستعد لوگوں کو اپنا گرویدہ کرنا : مستعد دلوں کو تلاش کرنا چاہئے اس لئے کہ وہ حق کے مقابلہ میں سختی نہیں کرتے اور آسانی سے اسے قبول کر لیتے ہیں۔ رسول اکرمؐ طائف کے تبلیغی سفر سے واپسی میں جہاں آپ کو بہت تکلیف دی گئی تھی، طائف کے باہر ایک باغ میں پہنچے جو قریش کے مالداروں عتبہ اور شیبہ کا تھا۔ آپ وہاں ایک انگور کے درخت کے سائے میں بیٹھ گئے تاکہ تھوڑا سا آرام اور خدا سے راز و نیاز کر لیں۔ عتبہ و شیبہ اگرچہ آپ کی ناکامی سے بہت خوش تھے لیکن آپ سے رشتہ داری کی وجہ سے اپنے غلام عداس کو حکم دیا کہ آپ کے لئے ایک طبق انگور لے جائے اور فوراً واپس آجائے۔

عداس، آنحضرتؐ کے سامنے انگور رکھ کر جانا چاہتا تھا لیکن آنحضرتؐ نے موقع کو غنیمت سمجھا اور انگور کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کر دیا۔ عداس نے آج تک ایسے الفاظ نہیں سنے تھے، اسے بہت اچھا لگا۔ اس نے آنحضرت سے تھوڑی سی گفتگو کی اور حقائق کو سمجھ لینے کے بعد آپ کے قدموں میں گر گیا، بوسہ لیا اور مسلمان ہو گیا۔[۲]

شوق پیدا کرنا: ایک شخص نے پیغمبر اسلامؐ سے ایک نصیحت آمیز جملہ بیان کرنے کیلئے بہت اصرار کیا تو آنحضرتؐ نے اس سے تین مرتبہ اقرار لیا کہ وہ آپ کی نصیحت پر عمل کرے گا اور جب اس نے اقرار کر لیا تو آپ نے فرمایا: جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو پہلے اس کے نتیجہ کو دیکھو اور غور کرو، اگر دیکھو کہ اس کا انجام و نتیجہ صحیح ہے تو اسے انجام دو اور اگر اس کا انجام گمراہی و تباہی ہو تو اپنا ارادہ بدل دو اور اس کام کو انجام نہ دو۔[۳]

اس طرح پہلے آپ نے اس شخص کے اندر شوق پیدا کیا اور پھر اس کے سامنے اپنی بات کو بیان کیا تاکہ اس کے دل و دماغ میں وہ بات بیٹھ جائے اور واضح ہے کہ اس طرح کی نصیحت کافی عرصہ تک اس کے دل میں رہے گی لیکن اگر کوئی اہم بات بنا کسی قید و شرط کے بیان کر دی جائے تو اس کا اثر نہیں ہوتا۔

۱۔ فروغ ابدیت، ج۲، ص ۳۸۲
۲۔ سیرہ ابن ہشام، ج۱، ص ۴۱۹، ۴۲۱
۳۔ مطہری، مرتضی، داستان راستان، ج۲، ص ۲۳۶

قرآن کریم نے بہت سے مواقع پر اس طریقہ سے استفادہ کیا ہے جیسا کہ سورہ تکویر میں بارہ شرطوں کے بعد جواب شرط کو بیان کیا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعلیم و تربیت کے بہترین طریقوں میں سے ایک ہے۔

متکبروں کی تحقیر: مبلّغ کو چاہئے کہ خداوند عالم کی عطا کردہ نعمتوں، خصوصیتوں اور ناقابل انکار حقیقتوں کا انکار کرنے والوں سے ان کا اعتراف کرائے اور پھر ان کو ان نعمتوں کو عطا کرنے والے کی اطاعت کی دعوت دے جیسا کہ خداوند عالم اپنے نبیؐ سے اس کا مطالبہ کرتا ہے: (اے میرے نبی) مشرکوں سے کہہ دیجئے کہ آسمان و زمین سے کون تم کو روزی عطا کرتا ہے؟ اور کون آنکھوں اور کانوں کا مالک و خالق ہے اور کون مردہ کو زندہ سے اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور کون دنیا (کے کاموں) کو چلاتا ہے؟ (عنقریب وہ اعتراف کریں گے) اور کہیں گے کہ خدا۔ تو ان سے کہو کہ تقوی کیوں نہیں اختیار کرتے (اور خدا سے کیوں نہیں ڈرتے)؟[1]

اور اگر وہ لوگ ان حقیقتوں کا اعتراف نہ کریں اور خدا کے حکم کے سامنے غرور و تکبر کے ساتھ پیش آئیں تو پھر ان کو ذلیل کرنا چاہئے تاکہ انہیں اپنی حیثیت معلوم ہو جائے اور وہ جان لیں کہ وہ خدا کے رسولوں کے مقابلہ میں ٹکنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦٓ إِلَى ٱلَّذِينَ عَـٰهَدتُّم مِّنَ ٱلْمُشْرِكِينَ[2]

أُوْلَـٰٓئِكَ كَٱلْأَنْعَـٰمِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ[3]

ضمیر کو بیدار کرنا: بعض چیزیں ایسی ہیں جن کو انسان کی فطرت بغیر کسی تبلیغ و بیان کے احساس کر لیتی ہے لہٰذا مبلّغ کو چاہئے کہ انسان کے اس احساس و فطری یقین سے استفادہ کرے۔قرآن کریم کی بہت سی آیتیں ہمیں اس طریقہ تبلیغ کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ نے بھی اس جوان سے گفتگو کے وقت جو آپ سے زنا کی اجازت مانگ رہا تھا، اس کے ضمیر کو بیدار کرنے کے لئے اسی طریقہ سے استفادہ کیا۔

۱۔ سورہ یونس، آیت ۳۱

۲۔ سورہ توبہ، آیت ۱

۳۔ سورہ اعراف، آیت ۱۷۹

۲۔ تبلیغ کے اجتماعی طریقے:

رشتہ داروں کے درمیان تبلیغ: اگر چہ پیغمبر اسلامؐ کی گفتگو سلیس اور دلنشین تھی یہاں تک کہ قرآن کریم دوسرے کلاموں سے بالاتر اور معجزہ تھا لیکن جس وقت آپ خداوند عالم کی جانب سے دین کی علنی تبلیغ کے لئے مامور ہوئے اس وقت آپ کے پاس کوئی ایسی دفاعی طاقت نہیں تھی جو حساس مواقع پر مخالفوں کے حملوں کے مقابلہ میں سامنے آتی۔ واضح رہے کہ تین سال کی خفیہ تبلیغ میں کچھ لوگ آپ پر ایمان لے آئے (تقریباً چالیس لوگ) لیکن یہ لوگ اس کمی کو پورا نہیں کر سکتے تھے اس لئے کہ یہ لوگ خود اپنا دفاع نہیں کر سکتے تھے تو آنحضرتؐ کا دفاع کیا کرتے؟

پیغمبر اسلامؐ نے ایک مرکزی اہمیت حاصل کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ عام لوگوں کو دعوت اسلام دینے سے پہلے اپنے رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دی اور آیہ انذار[۱] کے نازل ہونے کے بعد اس کام کو انجام دیا اور اس طرح آپ نے اس کمی کو پورا کیا اور کسی بھی احتمالی خطرے کے پیش نظر ایک مضبوط بنیاد قائم کرلی۔ اس دعوت کا کمترین فائدہ یہ تھا کہ مخالفین کے حملوں کے مقابلہ میں قومی اور رشتہ داری غیرت وحمیت سے استفادہ کیا گیا اور یہ دعوت ان میں سے اکثر لوگوں میں موثر رہی اور بعض اندرونی اصلاحات بھی اسی سے ہوئیں۔

مسلمانوں کے درمیان بھائی چارگی: قوموں اور قبیلوں کے درمیان اختلاف وافتراق کی ایک وجہ قبیلہ کے لوگوں کے درمیان آپسی اختلافات ونفاق ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کے مدینہ آنے کے بعد راہ تبلیغ میں یہ چیز بہت بڑی رکاوٹ تھی اس لئے کہ مہاجرین وانصار مختلف ماحول میں پلے بڑھے تھے اور ان کا رہن سہن ایک دوسرے سے بہت مختلف تھا۔ ادھر انصار جو قبیلہ اوس وخزرج پر مشتمل تھے، ان میں آپس میں ایک سو بیس سالہ پرانی دشمنی تھی لہٰذا ان حالات وخطرات کے ساتھ دینی وسیاسی زندگی کو آگے بڑھانا ممکن نہیں تھا لیکن آنحضرت نے بڑی عقلمندی سے مسلمانوں کے درمیان برادری اور بھائی چارگی کے منصوبہ کے ذریعہ اس مشکل کو حل کر دیا تاکہ اپنے تبلیغی کاموں میں کامیاب ہو سکیں۔ آپ نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب کے درمیان فرمایا: دو دو لوگ ایک دوسرے کے ساتھ برادر دینی ہو جائیں[۲] اور اس طرح مہاجرین وانصار کے تین سو لوگوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنادیا اور ان کے درمیان ایک وحدت ایجاد کر دی۔

۱۔ سورہ شعراء، آیت ۲۱۴

۲۔ سیرہ ابن ہشام، ج۲، ص ۱۵۰

مخالفین کی باتوں کو سننا اور ان سے مناظرہ کرنا: تمام انبیائے الٰہی اور رہنماؤں کا طریقہ کار یہ رہا ہے کہ وہ مخالفین سے بحث و مناظرہ اور منطقی گفتگو کرتے تھے۔ پیغمبر اسلامؐ مخالفین کو بھی غور و فکر کا موقع دیتے تھے اور خلوص و محبت کے حالات فراہم کرتے تھے، ان کی باتوں کو بڑے غور سے آخر تک سنتے تھے تاکہ وہ اپنی پوری بات کہہ لیں اور اپنے دل کے اندر کی بات کو بڑے سکون سے بیان کر دیں اور یہ یقین کر لیں کہ اسلام کے مبلّغ نے ان کو پوری آزادی دی ہے اور کسی طرح کی زور زبردستی نہیں ہے۔ یقیناً ایسے لوگ حق کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور اگر ان کے اندر ہٹ دھرمی نہ ہو تو حق بات کی شیرینی کو احساس کرتے ہیں اور ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ اس کو قبول نہ کریں۔ بعثت کے ابتدائی سالوں میں آنحضرت کی مشرکین مکہ سے اور ہجرت کے دسویں سال نصارائے نجران سے گفتگو جس میں مباہلہ کی نوبت آگئی تھی آپ کے اس طریقہ تبلیغ کے نمونوں میں سے ہے[1]۔

مظلوموں کے حقوق کے دفاع کے معاہدوں میں شرکت: جس کے دین کی سب سے اہم خاصیت مظلوموں کا دفاع اور ظالم سے مقابلہ ہو، اس کی زندگی کا ہر عمل بھی ایسا ہی ہونا چاہئے اور پیغمبر اسلامؐ بھی ایسے ہی تھے۔ بعثت سے بیس سال پہلے حلف الفضول کے معاہدہ میں آپ کی شرکت جو مظلوموں کی زندگی کی ضامن تھی، اس طریقہ تبلیغ کا ایک نمونہ تھا۔ آپ نے خود اس معاہدہ کی عظمت کے سلسلہ میں فرمایا:

> "عبد اللہ ابن جدعان کے گھر میں میں نے ایک ایسا معاہدہ دیکھا کہ اگر آج بعثت کے بعد بھی مجھے اس معاہدہ میں بلایا جائے تو میں ضرور جاؤں گا اور اس کو سرخ بالوں والے اونٹوں سے بھی نہیں بدل سکتا۔[2]"

اہم مواقع سے فائدہ اٹھانا: پیغمبر اسلامؐ کی کوشش یہ تھی کہ کسی بھی مجمع میں اور کسی بھی وقت تبلیغ کر سکیں، چنانچہ حرام مہینوں میں جب جنگ حرام ہوتی تھی اور بت پرستوں کے شر سے آپ محفوظ رہتے تھے تو اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دین اسلام کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے۔ آنحضرت ان دنوں میں مختلف لوگوں سے ملاقات کرتے تھے، یہاں تک کہ اس کے لئے آپ قبیلوں کے گھروں تک جاتے تھے۔

۱۔ فروغ ابدیت، ج ۲، ص ۴۳۵۔ ۴۳۳

۲۔ ایضاً، ج ۱، ص ۱۸۵۔ ۱۸۳

خطبہ و تقریر: پیغمبر اسلامؐ کی تبلیغ کاایک دوسرا طریقہ خطبہ و تقریر ہے۔آپ کو جب بھی موقع ملتا شعلہ بیان تقریروں کے ذریعہ لوگوں کو وحدانیت اور دشمنوں سے مقابلہ کی دعوت دیتے تھے اور ساتھ ساتھ اپنے اصحاب کی حوصلہ افزائی کی کوشش کرتے تھے۔فتح مکہ کے بعد مسجد الحرام میں آپ کی تقریرانہیں تقریروں میں سے ہے جس میں آپ نے خاندان پر فخر، عرب ہونے کی فضیلت، تمام انسانوں کی برابری، پچھلی سو سالہ جنگوں، پرانی دشمنیوں اور اسلامی بھائی چارگی کی طرف اشارہ کیا اور عربوں کے درمیان رائج موہوم اصول کو غلط بتاتے ہوئے اسلام کے انسانی اصول کی تشریح کی اور تمام لوگوں کو ان اصولوں پر عمل کرنے کی دعوت دی[1]۔

لوگوں کی مدد کرنا: مبلّغ کو چاہئے کہ دوسروں کی طرح وہ خود بھی کام کرےاوراس طرح مدد کے جذبے کو لوگوں میں عام کرے۔آنحضرت خود کاموں میں حصہ لیتے تھے اور دوسروں کے اندر شوق وولولہ پیدا کرتے تھے۔آپ مدینہ میں مسجد کی تعمیر کے دوران سامان وغیرہ اٹھانے میں شریک ہو کر یہ واضح کرتے تھے کہ اسلام کی تقویت کسی خاص مرتبہ تک پہنچنے میں ہی نہیں ہے۔اصحاب کے ساتھ ایک سفر میں کھانا بنانے کے لئے جنگل سے لکڑی جمع کرنا آنحضرت کے روش تبلیغ کاایک نمونہ ہے[2]۔

لوگوں سے مشورہ کرنا: خداوند عالم کی طرف سے پیغمبر اسلامؐ اس بات پر مامور ہیں کہ رسالت الٰہی کے بلند مقاصد کے حصول کے لئے اجتماعی اور حکومتی مسائل میں مسلمانوں سے مشورہ کریں اور انہیں اپنے ارادوں سے آگاہ کریں تاکہ وہ اس طرح اپنے پیروکاروں کو سکھائیں اوراپنے چاہنے والوں کے اندر حق طلبی، حق بینی اور جمہوریت کاجذبہ پیدا کریں۔جنگ بدر کے شروع ہونے سے پہلے دشمن سے مقابلہ کرنے یا نہ کرنے کے سلسلہ میں اصحاب سے مشورہ کرنا،جنگ احد سے پہلے فوجی کمیٹی تشکیل دینا اور دفاع کے سلسلہ میں دور اندیشوں اور افسروں سے رائے لینا اور جنگ خیبر میں اسلامی فوج کے تعینات کرنے کے سلسلہ میں اسلام کے ماہر بہادر حباب ابن منذر کے مشورہ کو قبول کرنا اس سلسلہ میں قابل ذکر ہے۔

۱۔فروغ ابدیت، ج۲، ص۳۴۰، ۳۴۳

۲۔ایضاً، ج۱، ص۴۳۵

نظم و ضبط کو اہمیت دینا : جنگ بدر میں قریش کے اجتماعی حملہ کے شروع ہونے کے بعد پیغمبر اسلامؐ نے حکم دیا کہ حملہ نہ کیا جائے اور تیر اندازی کے ذریعہ دشمن کو آگے بڑھنے سے روکا جائے۔ پھر آپ نیچے تشریف لائے اور اپنی چھڑی کے ذریعہ سپاہیوں کی صفوں کو منظّم کیا۔ اس وقت سواد بن عزیّہ صف سے آگے کھڑا تھا، آنحضرت نے اپنی چھڑی سے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: سپاہیوں کی لائن سے آگے نہ کھڑے ہو[1]۔ پھر آپ اپنے مقام پر واپس چلے گئے اور خداوند عالم سے لشکر اسلام کی کامیابی کی دعا کی اور مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے بعد عام حملہ کا حکم دیا۔ اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرت فردی و اجتماعی اور حکومتی تمام مقامات پر نظم و ضبط کو بہت اہمیت دیتے تھے چنانچہ مبلّغ کی زندگی میں نظم و ضبط کا ہونا اس کی کامیابی کا راز ہے۔

تبلیغ میں چیلنج کا استعمال : جو شخص مضبوط منطق رکھتا ہے اور حق کا طرفدار ہے وہ دھمکیوں اور افواہوں سے نہیں ڈرتا اور اپنی جان کی بازی لگا دیتا ہے۔ نجران کے عیسائیوں کی نمائندگی میں ایک وفد ہجرت کے دسویں سال مدینہ آیا اور پیغمبر اسلامؐ سے مذاکرہ کیا۔ انہوں نے آنحضرت کی منطق و استدلال کو قبول نہیں کیا اور اس خیال سے کہ رسول اللہؐ ہار مان لیں گے اور انہیں واپس کر دیں گے، ایک وقت معین پر مباہلہ کا مطالبہ کر لیا لیکن آنحضرت نے کمال شجاعت کے ساتھ اس کو قبول کر لیا اور اپنے سب سے قریبی افراد کے ساتھ وقت معینہ پر مباہلہ کے لئے نکل پڑے[2] جس کی وجہ سے مقابلہ میں آئے نصاری پیچھے ہٹ گئے اور آخر کار ایک صلح نامہ طرفین کی جانب سے لکھا گیا جس کی بنیاد پر انہوں نے ہر سال جزیہ کے عنوان سے ایک رقم حکومت اسلامی کو دینا قبول کیا[3]۔

تبلیغ میں نامی گرامی لوگوں سے استفادہ : جب ایک انصاری نے اپنے ایک پڑوسی کی شکایت کی جو اسے ستاتا تھا تو پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ، جناب سلمان، ابوذر اور مقداد جیسی اہم شخصیات کو حکم دیا کہ مسجد میں بلند آواز سے عام اعلان کر دیں کہ جس کے شر سے اس کے پڑوسی امان میں نہیں ہیں وہ ایماندار نہیں ہے" اور یہ اعلان تین مرتبہ تکرار کیا گیا پھر آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھوں سے چاروں طرف اشارہ کرتے

۱۔ سیرہ ابن ہشام، ج ۲، ص ۶۳۶

۲۔ سورہ آل عمران، آیت ۶۱

۳۔ بحارالانوار، ج ۲۱، ص ۳۲۸

ہوئے فرمایا: ہر طرف سے چالیس گھر پڑوسی شمار ہوتا ہے۔[۱] اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اہم تبلیغی مطالب کو اہم اور موثر افراد کے ذریعہ بیان ہونا چاہئے اور دوسرے یہ کہ مسجد جیسے اہم مقام پر عام لوگوں کے لئے بیان ہونا چاہئے اور تیسرے یہ کہ کئی مرتبہ تکرار ہونا چاہئے تاکہ سب لوگ سن اور سمجھ لیں اور کوئی بہانہ نہ رہے۔

منصوبہ بندی: دینی تبلیغ بغیر کسی منصوبہ بندی کے ممکن نہیں ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جس کی تاکید قرآن کریم بھی کرتا ہے[۲]، اسی لئے جب مہاجرین کا ایک گروہ حبشہ کی طرف جانے لگا تو جناب جعفر طیار کو رسول اسلامؐ کی جانب سے سردار اور ترجمان کے عنوان سے انتخاب کیا گیا اور ہجرت کے بعد آنحضرت کے چچا عباس مکہ میں رک جاتے ہیں تاکہ آپ کو وہاں کی خبر پہنچاتے رہیں اور علیؑ مکہ میں آپ کی امانتیں ادا کریں اور مصعب کو بھی آپ سے پہلے مدینہ بھیج دیا جاتا ہے تاکہ وہاں ماحول بنا سکیں۔

۳۔ تبلیغ کے عام اور علاقائی طریقے:

عام دعوت: یہ طریقہ قرآن کریم کی آیت فاصدع بما تومر و اعرض عن المشرکین، ترجمہ: اے رسول جس کا آپ کو حکم دیا ہے اس کو ظاہر کردو اور مشرکین سے رو گردانی کرو[۳] کے نازل ہونے کے ساتھ شروع ہوا۔ آپ کی بعثت کے تین سال گزر چکے تھے اور آپ نے خفیہ تبلیغ کے ذریعہ اس کام کے لئے حالات کو سازگار کرلیا تھا، اس کے بعد آپ کو اس طریقہ کار کا حکم دیا گیا یعنی دعوت عام اس وقت فائدہ مند ہے جب اس کے لئے پہلے سے حالات فراہم ہوں ورنہ مبلّغ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔

غیر مزاحمتی معاہدہ کرنا: پیغمبر اسلامؐ نے علاقے میں امن وامان قائم رکھنے اور اپنے تبلیغی مقاصد کو حاصل کرنے اور مدینہ کی حدود سے آگے تک اس کو وسعت دینے کے لئے مدینہ میں بنی قریظہ، بنی نضیر اور بنی قینقاع کے یہودیوں سے[۴] اور بیرون شہر کے مخالف قبیلوں اور گروہوں سے دفاعی اور غیر مزاحمتی

۱۔ اصول کافی، ج ۴، باب حق الجوار

۲۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۰۴

۳۔ سورہ حجر، آیت ۹۴

۴۔ بحار الانوار، ج ۱۹، ص ۱۱۰-۱۱۱

معاہدہ کیا جس کے بہت سے فائدے ہوئے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مبلّغ عالمی سطح پر تبلیغ کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ پہلے وہ اپنے علاقہ کے امن وامان سے پوری طرح مطمئن ہو جائے۔

صلح وسلامتی کے ساتھ دعوت: پیغمبر اسلامؐ کا دین مبین اسلام کی طرف دعوت دینا صلح وسلامتی کی بنیاد پر استوار ہے، اسی لئے آپ نے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد شہر یثرب کے مختلف قبیلوں کے درمیان اتحاد واتفاق اور صلح ومحبت کا پرچم بلند کیا یہاں تک کہ بنا تفریق مذہب وملت وہ یہودی ہوں یا مسلمان، مہاجر ہوں یا انصار، یثرب کے تمام لوگوں کے درمیان ایک معاہدہ کرایا جیساکہ مذکورہ علاقائی معاہدے صلح وسلامتی کے اعتبار سے قابل ذکر ہیں۔ البتہ اگر مخالفین عہد شکنی کرتے اور طاقت کا استعمال کرنے لگتے تو آنحضرتؐ بھی اپنی پوری طاقت سے ان کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوتے اس لئے کہ اسلامی تبلیغ کی اصل یہ ہے کہ تبلیغ صلح وسلامتی کے طریقہ پر ہونی چاہئے یہی وجہ ہے کہ اسلام دین رحمت ومغفرت ہے اور اسی لئے آنحضرتؐ اس طریقہ کار کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

علاقہ کے اجتماعات سے استفادہ کرنا: جیساکہ پہلے اشارہ کیا جاچکاہے کہ زمان ومکان (وقت ومقام) تبلیغی مطالب کے اثر انداز ہونے میں بہت اہمیت کے حامل ہیں چنانچہ پیغمبر اسلامؐ نے علاقہ میں ہونے والے اجتماعات سے بھی کافی فائدہ اٹھایا۔

حج کا زمانہ وہ زمانہ ہے جب اعراب حرام مہینوں کے موقع سے استفادہ کرتے ہوئے مختلف مقامات جیسے عکاظ، مجنّہ اور ذی المجاز پر اکٹھا ہوتے اور کاروبار میں لگ جاتے تھے۔ شیرین زبان شعرا اور شعلہ بیان مقررین کبھی خانہ کعبہ کے پاس تو کبھی کسی بلند مقام پر لوگوں کو جمع کر لیتے اور بہادری، خود پسندی اور عشق بازی پر مشتمل اشعار اور تقریریں سناتے تھے۔ پیغمبر اسلامؐ بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خانہ کعبہ کے قریب یا کسی بلند مقام پر چلے جاتے اور اس مجمع کو مخاطب کرتے اور فرماتے:

> ”خدا کی وحدانیت کا اقرار کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔ تم ایمان کی طاقت سے دنیا کی حکومت کو حاصل کر سکتے ہو اور تمام لوگوں کو اپنے ماتحت کر سکتے ہو اور آخرت میں مقام حاصل کر سکتے ہو“[۱]۔

۱۔ سیرہ ابن ہشام، ج ۲، ص ۴۲۲

ان مجمعوں میں تبلیغی دعوت مختلف مقامات تک بھی پہنچتی تھی اور علاقائی اور عام تبلیغ کی راہ میں ایک اور قدم شمار ہوتی تھی۔

ہجرت: تبلیغ کے لئے حالات مناسب نہ ہونے کی صورت میں ایسی جگہ چلے جانا چاہئے جہاں تبلیغ کے لئے جگہ مناسب ہو۔ اسی وجہ سے بعثت کے دسویں سال جب پیغمبر اسلامؐ کے دو بڑے حامی یعنی حضرت ابو طالب اور جناب خدیجہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو مکہ کے اس ماحول میں جہاں ہر طرف نفرتیں تھیں اور آپ کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا تھا، تبلیغ کے تمام راستے بند ہو گئے تھے اسی لئے آپ نے اسلام کا مرکز بنانے کے لئے ایک مناسب مقام کا انتخاب کرنا چاہا۔ آنحضرت پہلے طائف گئے لیکن چونکہ اہل طائف نے آپ کو قبول نہیں کیا اس لئے آپ نے یثرب کے سرداروں سے ملاقات کرکے اس سلسلہ میں ان کو راضی کیا اور آخر کار مکہ کے مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور حکومت اسلامی کی بنیاد ڈالی۔

تبلیغی گروہوں کو مختلف مقامات پر بھیجنا: پیغمبر اسلامؐ فوجی دستوں کے ذریعہ مخالفین کی سازشوں کو ناکام کرنے کے ساتھ ہی تبلیغی گروہوں کو مختلف قبیلوں میں بھیج کر آس پاس کے غیر جانبدار قبیلوں کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرتے تھے۔ منتخب مبلّغین جو قرآن واحادیث کے حافظ ہوتے تھے، اپنی جان پر کھیل کر واضح اور روشن بیان واسلوب کے ذریعہ اسلامی عقائد کو دور دراز علاقوں کے لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ ذات الرجع کا قصہ اس سلسلہ کا ایک واضح نمونہ ہے جس میں تمام مبلّغین شہید ہو گئے[۲]۔ پیغمبر اسلامؐ نے فوجی دستوں اور تبلیغی گروہوں کو بھیج کر نبوت ورسالت کی دو اہم ذمہ داریوں کو پورا کیا۔

مصیبت زدوں کی دلجوئی: تبلیغ کے دوران اگر کسی شخص یا گروہ کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو فوراً ان کی دلجوئی ہونی چاہئے اور ان کے نقصانات کی بھرپائی کی جانی چاہئے ورنہ لوگ اسلام اور مسلمانوں سے بد ظن ہو جائیں گے اور ان کے خلاف غلط پروپیگنڈوں کے اسباب فراہم ہو جائیں۔

قبیلہ جذیمہ ابن عامر کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے خالد ابن ولید کو بھیجا گیا، پیغمبر اسلامؐ کی تاکید کے باوجود زمانہ جاہلیت کی دشمنی کی وجہ سے جنگ وقتل وخون کی نوبت آگئی۔ خالد کی اس غلط حرکت کی

۱۔ ایضاً، ج، ص ۴۱۹، ۴۲۱

۲۔ فروغ ابدیت، ج ۲، ص ۸۲

وجہ سے رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو فوراً وہاں بھیجا تا کہ ان کے نقصانات کی بھرپائی کریں اور مقتولین کا خونبہا ادا کریں[۱]۔اس لئے کہ اس جرم کی وجہ سے دوسرے قبیلوں پر غلط اثر پڑتا اور وہ اسلام سے بد ظن ہو جاتے۔

تبلیغ میں لچک کا ہونا: تبلیغ میں لچک دار رویہ کی بنیاد پر کبھی کبھی پیغمبر اسلامؐ مشرکین کی بعض ایسی شرطوں کو قبول کر لیتے تھے جو اسلامی اصولوں کے خلاف نہیں ہوتی تھیں تا کہ وہ مسلمان ہو جائیں یا اسلام کی طرف مائل ہو جائیں اور نفسیاتی طور پر یہ طریقہ کافی حد تک موثر ہوتا تھا۔ مثلا قبیلہ ثقیف کے نمائندوں نے درخواست کی کہ خود ان کے ہاتھوں سے بتوں کو توڑنے کو نہ کہا جائے، آنحضرت نے یہ بات مان لی، اس لئے کہ اصل مقصد باطل معبودوں کو ختم کرنا تھا اور یہ کام چاہے ان کے ہاتھوں انجام پائے یا کسی اور کے[۲]۔

اسی طرح صلح حدیبیہ میں بعض صحابہ کے اعتراض کے باوجود مشرکین مکہ کے شرائط کو قبول کر لینا بھی، اسی اصل کی رعایت کے لئے تھا۔اس بنیاد پر مبلّغین کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو اور اسلام کے لئے نقصان دہ نہ ہو وہاں تک وہ اپنی طرف سے نرمی اور لچک کا رویہ رکھیں تا کہ مقابل کے دل کو جیتا جا سکے۔

۴۔عالمی تبلیغ کے طریقے:

دنیا کی بڑی طاقتوں کو دعوت دینا: جس مبلّغ کی تبلیغ عالمی ہو وہ دنیا کی بڑی طاقتوں سے غافل نہیں رہ سکتا بلکہ اس کو چاہئے کہ بہادری اور مضبوط ارادے کے ساتھ اپنے مذہب کو ان کے سامنے پیش کرے، چاہے اس سلسلہ میں بہت سے خطروں کا بھی سامنا کرنا پڑے اسی وجہ سے پیغمبر اسلامؐ نے اس زمانہ کے بڑے بڑے حکمرانوں کو جیسے خسرو پرویز، روم کے حاکم ہرقل نیز دوسرے ممالک جیسے مصر اور حبشہ وغیرہ کے بادشاہوں کو خطوط لکھے اور ان کو رسمی طور پر دین اسلام کی دعوت دی۔ ان خطوط کی عبارتیں تاریخ کی اہم کتابوں جیسے سیرہ ابن ہشام، تاریخ مسعودی اور تاریخ طبری وغیرہ میں محفوظ ہیں۔ ان خطوط میں آنحضرتؐ نے ادب و احترام کے ساتھ ساتھ ایسی سختی بھی برتی جس میں تشویق و تہدید بھی تھی۔ اس

۱۔ رسولی محلاتی، عبدالکریم، ج ۳، ص ۵۷۰؛ سیرہ ابن ہشام، ج ۴، ص ۷۰، ۷۲

۲۔ فروغ ابدیت، ج ۲، ص ۴۱۴، ۴۱۶

طرح آپ نے نمونہ کے طور پر ایک خاص طریقہ تبلیغ کو پیش کیا جس کی تاسی کرتے ہوئے دور حاضر میں امام خمینیؒ نے مشرقی دنیا کی بڑی طاقت کے سربراہ گورباچوف کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تھی۔

کامیابی کے لئے الٰہی وعدوں کی خوشخبری: پیغمبر اسلامؐ کی عام دعوت کا آغاز اللہ تعالی کے اس وعدہ سے ہوا کہ آپ کا دین پوری دنیا میں پھیل جائے گا۔ قرآن کریم کا آپ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کی خوشخبری دینا فَٱصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَأَعۡرِضۡ عَنِ ٱلۡمُشۡرِكِينَ. إِنَّا كَفَيۡنَٰكَ ٱلۡمُسۡتَهۡزِءِينَ[۱] یا کفر و شرک پانی کے جھاگ کی مانند ہے جو نابود ہو جائے گا اور مذہب اسلام اس پانی کی طرح ہے جو زمین میں جذب ہو جاتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں اتر جاتا ہے[۲] اور سب سے اہم روم کے حاکم پر فتح کی پیشین گوئی جس کی طرف اس سورہ کی ابتدائی آیات میں اشارہ کیا گیا ہے، آنحضرت کا اس طریقہ تبلیغ سے استفادہ کرنے کی خبر دیتا ہے۔

بین الاقوامی ہجرت: پیغمبر اسلامؐ اپنے توحیدی دین کو پوری دنیا میں پھیلانا چاہتے تھے لہٰذا آپ نے دو مرحلوں میں تراسی (۸۳) افراد پر مشتمل ایک گروہ کو حبشہ کی جانب روانہ کیا۔ اگرچہ بعض تاریخی کتابوں میں اس ہجرت کی وجہ مسلمانوں کو مشرکین کے شر سے نجات دینا لکھا ہے لیکن اس واقعہ کے دوسرے پہلو سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ چونکہ مذہب توحید کا مقصد دنیا کے تمام لوگوں کو اس دین کی دعوت دینا تھا اس لئے رسول اکرمؐ نے پہلے اپنے اصحاب کو حبشہ بھیجا تا کہ ایک تو مشرکین کے شر سے انہیں نجات ملے اور دوسرے اسلام کی آواز کو اس علاقہ میں پہنچایا جاسکے اور اس طرح مذہب اسلام کو پوری دنیا میں پھیلانے کی طرف ایک قدم بڑھایا جاسکے۔ ایسا لگتا ہے کہ دوسرا مقصد آنحضرت کے لئے زیادہ قابل توجہ تھا اس لئے کہ جناب جعفر طیار جیسے مبلّغ کو اس گروہ کے ساتھ بھیجنا اور ہجرت کے ساتویں سال تک ان کا وہاں رہنا، دوسرے مقصد کی اہمیت کو

۱۔ سورہ حجر، سورہ ۹۴، ۹۵

۲۔ أَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ أَوۡدِيَةُۢ بِقَدَرِهَا فَٱحۡتَمَلَ ٱلسَّيۡلُ زَبَدًا رَّابِيًاۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيۡهِ فِي ٱلنَّارِ ٱبۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ أَوۡ مَتَٰعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهُۥۚ كَذَٰلِكَ يَضۡرِبُ ٱللَّهُ ٱلۡحَقَّ وَٱلۡبَٰطِلَۚ فَأَمَّا ٱلزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُفَآءً وَأَمَّا مَا يَنفَعُ ٱلنَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِي ٱلۡأَرۡضِۚ كَذَٰلِكَ يَضۡرِبُ ٱللَّهُ ٱلۡأَمۡثَالَ (سورہ رعد، آیت ۱۷)

واضح کرتا ہے اگر چہ دونوں مقصد حضور کے لئے اہم تھے۔آج کے زمانہ میں افریقہ میں خاص طور پر سوڈان میں (سابقہ حبشہ) مسلمانوں کی کثیر تعداد اس مہاجر گروہ کی تبلیغ کا نتیجہ ہے۔

عصری تعلیم کے حصول کا حکم: پیغمبر اسلامؐ نے اسلامی حکومت کی تشکیل کی ابتدا ہی سے مسلمانوں کو عصری تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیا تاکہ ایک طرف تو وہ پوری آگاہی کے ساتھ اسلام کو قبول کریں اور اپنے ایمان پر باقی رہیں اور دوسری طرف چونکہ اسلام ایک عالمی مذہب ہے اور تمام لوگوں کو اس سے مطلع ہونا چاہئے لہٰذا دوسری اقوام و مذاہب کے لوگوں سے رابطہ کرنا بھی ضروری ہے، جس کے لئے ان کی زبان ،عقائد اور افکار کا جاننا بہت اہم ہے جو عصری علوم کو حاصل کرکے ہی ممکن ہے لہٰذا پیغمبر اسلامؐ کا مسلمانوں کو علم حاصل کرنے کی تاکید کرنا یا دوسری اقوام و مذاہب کے عقائد و افکار سے آگاہی کا حکم دینا مذہب توحید کو بین الاقوامی کرنے کے لئے ایک قسم کی تبلیغ کا طریقہ ہو سکتا ہے اسی لئے آپ نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کو عصری تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیتے تھے بلکہ آپ کی کوشش یہ تھی کہ مسلمان دوسرے اقوام و مذاہب کے عقائد و افکار سے بھی آگاہ ہوں تاکہ آسانی سے ان سے روابط پیدا کرسکیں اور دین اسلام کو پوری دنیا تک پہنچا سکیں۔اسی سلسلہ میں ہجرت کے چوتھے سال آپ نے زیاد ابن ثابت کو حکم دیا کہ وہ یہودیوں سے سریانی زبان سیکھیں[۱]۔

تبلیغ کی رکاوٹوں کو دور کرنا: صرف دین کی تبلیغ ہی کافی نہیں ہے بلکہ راستہ سے رکاوٹوں کو بھی دور کرنا چاہئے اس لئے کہ کسی بھی مذہب کا پیغام چاہے جتنا دلنشین ہو اور دلوں کو منقلب کرنے والا ہو لیکن اگر رکاوٹیں موجود ہوں تو کامیابی ممکن نہیں ہے اس لئے مبلّغ کی ذمہ داری ہے کہ راہ کو ہموار کرے اور رکاوٹوں کو ختم کرے تاکہ صاف پانی حقیقت کے پیاسوں تک پہنچ سکے۔

پیغمبر اسلامؐ کی تبلیغ کا طریقہ حتی کہ جنگ کے دوران بھی یہ واضح کرتا ہے کہ آپ ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ دشمن کے پروپیگنڈہ کو ناکام کردیں تاکہ ان کا اتحاد ٹوٹ جائے اور وہ پراگندہ ہو جائیں اس لئے کہ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر تبلیغ اسلام کی راہ سے رکاوٹوں کو ہٹا دیا جائے تو اسلام کی طاقتور منطق آزاد فضا میں اپنا کام کر دکھائے گی۔

۱۔ فروغ ابدیت، ج ۲، ص ۱۰۷

اس کے علاوہ جس مبلّغ کا مقصد عالمی سطح کا ہو اور وہ اپنے مذہب کو دنیا کے تمام لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہو، وہ اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب وہ اپنی آواز کو پوری دنیا کے کانوں تک پہنچا سکے اور رکاوٹوں کے ہوتے ہوئے یہ کام ممکن نہیں ہے اسی لئے آنحضرتؐ کی کوشش یہ تھی کہ آپ قومی، علاقہ کی اور دنیا کی تمام رکاوٹوں کو راستہ سے ہٹادیں۔

مدینہ اور جزیرۃ العرب کے علاقوں میں آپ نے مشرکین اور دشمنوں سے جو جنگیں لڑیں وہ علاقائی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے تھیں اور وہ جنگیں جو دور دراز علاقوں جیسے تبوک وغیرہ میں لڑی گئیں اصل میں وہ دعوت اسلام کی راہ میں آنے والی باہری اور بین الاقوامی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے تھیں اسی طرح سے آنحضرتؐ کی اندرونی اور علاقائی رکاوٹوں کو دور کرنے کی کوششوں کو بیرونی رکاوٹوں کو دور کرنے اور اسلام کی عالمی تبلیغ کا مقدمہ شمار کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ جب تک اسلامی قیادت اپنے علاقہ میں امن واطمینان پیدا نہ کرسکے اور رکاوٹوں کو دور نہ کرسکے اس وقت تک وہ اپنے مذہب کو بیرونی علاقوں میں یا پوری دنیا میں کس طرح پیش کر سکتا ہے۔

دھمکیوں کے مقابلہ میں ڈٹے رہنا: دھمکیوں کے مقابلہ میں ڈٹے رہنا بھی تبلیغ کا ایک طریقہ ہے اس لئے کہ اگر مبلّغ کسی بھی دھمکی یا دباؤ میں آکر میدان چھوڑ دے تو کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اوائل رسالت میں قریش کے دباؤ کے مقابلہ میں پیغمبر اسلامؐ کا سختی سے ڈٹے رہنا اور اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے حملوں اور جنگوں میں ثابت قدم رہنا اور کسی بھی بڑی طاقت جیسے روم وایران کی دھمکیوں سے آپ کا خوفزدہ نہ ہونا اس سلسلہ میں قابل ذکر ہے۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے اس دور کی بڑی طاقت روم کی دھمکیوں کا جنگ تبوک اور موتہ میں سامنا کیا۔ دشمن سے مقابلہ اور ثابت قدمی اور اپنے دعوے پر ڈٹے رہنا بھی اسلام کے عالمی ہونے کے سلسلہ میں ایک طریقہ تبلیغ تھا۔

طاقت کا استعمال: جب حق کا پیغام پہنچا دیا گیا تو اب سماج کی اصلاح کے لئے ضدی اور خودخواہ افراد کے خلاف آخری حربہ یعنی طاقت کا استعمال ناگزیر ہے۔ بعثت کے بیس سال سے زیادہ گزر جانے کے بعد اور ہجرت کے نویں سال کے اواخر میں سورہ توبہ کی کچھ آیتوں کے نازل ہونے کے بعد پیغمبر اسلامؐ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ حج کے موسم میں عوام پر حجت تمام کریں اس لئے کہ اسلام کی قوی منطق تقریباً سب تک بالخصوص

عربستان کے تمام مشرکوں تک پہنچ چکی تھی اور اگر اس کے باوجود کچھ لوگ شرک و بت پرستی پر اڑے ہوئے تھے تو وہ ضد اور تعصب کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

اس اعتبار سے اب وہ وقت آگیا تھا کہ آنحضرتؐ سماج کی اصلاح کے لئے آخری حربہ یعنی طاقت کا استعمال کریں اور بت پرستی کی تمام نشانیوں کو مٹادیں اور ان کو حقوق الٰہی اور انسانیت پر ایک قسم کی زیادتی تصور کریں لیکن یہ بات قابل توجہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کو طاقت کے استعمال کا حکم اس وقت ہوا جب تبلیغ کے تمام ابتدائی مراحل طے ہو چکے تھے اور تبلیغ کے سلسلہ میں یہ طریقہ آخری حربہ کے عنوان سے استعمال کیا گیا۔

مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں خود ساختہ طاقتوں کی پائداری کی تین وجوہات رہی ہیں۔ تبلیغات، تسلیحات (اسلحہ کا استعمال) اور اطلاعات جن میں تبلیغ ان سب پر مقدم ہے اس لئے کہ بنا ارادہ کے اسلحہ اور بغیر فکر و نظر کے اطلاعات اور یہ دونوں تبلیغات کے بنا کوئی اہمیت نہیں رکھتے ہیں۔

اہل حق کی خوش فہمی، سچائی اور سادگی نیز ان کا یہ ماننا کہ لوگوں پر غلبہ کی ضرورت نہیں ہے اس بات سے مانع ہے کہ وہ شیطانی تبلیغات کے حربوں اور طریقوں سے آگاہ ہو سکیں۔ ایمانی تبلیغ انسان سازی اور شیطانی تبلیغ انسانیت کی بربادی کے لئے ہوتی ہے اور تخریب تعمیر سے زیادہ آسان ہے۔ انسان کی اصلاح کے لئے تبلیغ بہت ضروری ہے اور تبلیغ بغیر مناسب طریقہ کے ممکن نہیں ہے۔ تبلیغ کے صحیح طریقے کے حصول کے لئے اور تبلیغ کی ظرافت و حساسیت کے پیش نظر اسے عنصر وحی سے منسلک ہونا چاہئے اور پیغمبر اسلامؐ اور ائمہ معصومین علیہم السلام وحی کے مظہر اور ترجمان ہیں لہٰذا آپ حضرات کی سیرت و سنت سے استفادہ کرتے ہوئے تبلیغ کے صحیح طریقے کو معلوم کرنا چاہئے اور ایمانی طاقت کے ساتھ اس کو جامہ عمل پہنانا چاہئے۔

ابلاغ و تبلیغ لغت میں پہنچانے کے معنی میں ہے اور اصطلاح میں تبلیغ یعنی کچھ باتوں کو دوسروں تک پہنچانا جو کسی پیغام پر مشتمل ہو اور مبلّغ پیغام پہنچانے والا ہے۔ قرآن کریم میں استعمال ہوئے تبلیغ کے مختلف صیغوں جیسے ابلاغ و تبلیغ وغیرہ اور ان سے ملتے جلتے مفاہیم سے یہ نتیجہ حاصل کیا جا سکتا ہے کہ تبلیغ احکام و معارف الٰہی کے پہنچانے کا نام ہے جس میں بشارت یعنی خوشخبری اور ہدایت کا پہلو مضمر ہے تاکہ انسان اپنے ارادہ و اختیار کے ذریعہ حق کے راستہ کو طے کر سکے اور یہ ذمہ داری پیغمبر اسلامؐ اور ان کے جانشینوں کے سپرد کی گئی ہے جس کی دو اہم بنیادیں ہیں ایک آزادی اور دوسرے دلیل و برہان۔

کسی بھی مکمل ارتباطی نظام کے وجود کے لئے جس میں تبلیغ بھی شامل ہے، چار چیزیں ضروری ہوتی ہیں۔ پیغام دینے والا، پیغام، پیغام کو حاصل کرنے والا اور پیغام پہنچانے کا طریقہ جس کو عناصر ارتباطی کہتے ہیں۔اسلام نے پیغام پہنچانے والے (مبلّغ) کے لئے کچھ شرائط و صفات بیان کئے ہیں اور پیغمبر اسلامؐ میں جو دین اسلام کے پہلے مبلّغ تھے وہ تمام شرائط و صفات بطور احسن و اکمل پائے جاتے تھے۔قرآن کریم اپنی حقانیت و اعلیٰ مطالب کے پیش نظر اسلامی تبلیغ کے نظام میں پیغام کا عنصر شمار ہوتا ہے۔ اس نظام میں پیغام حاصل کرنے والے عرب کے جاہل افراد تھے جو حق کی دعوت کے مقابلہ میں سخت پتھر کی طرح ڈٹے تھے اور بڑی جنگیں اور رکاوٹیں کھڑی کیں جن کو اپنا تابع بنانا آنحضرتؐ کے لئے سب سے سخت مرحلہ تھا۔

پیغام کو پیش کرنے کی کیفیت اور مخاطبین کے ساتھ سلوک کی بنیاد پر پیغام پہنچانے کے مختلف طریقے ہوتے ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ نے ان سب طریقوں سے مناسب استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی تبلیغی ذمہ داریوں میں قرآنی تعلیمات سے بھی استفادہ کیا۔ اس کے علاوہ دوسرے عناصر جیسے زمان و مکان اور منصوبہ بندی بھی تبلیغ پر اثر انداز ہوتی ہیں اور آنحضرتؐ نے اس سے مکمل استفادہ کرتے ہوئے اپنی الٰہی ذمہ داری کی انجام دہی میں خاتمیت کا تمغۂ افتخار بارگاہ خداوندی سے حاصل فرمایا۔

نبی اکرمؐ کی زندگی، رفتار و گفتار اور کردار پر غور کرنے سے یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ آپ ابلاغ رسالت کے سلسلہ میں مختلف تبلیغی طریقوں سے استفادہ کیا جن کو کئی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جیسے پیغام کو پیش کرنا، افراد اور گروہوں کو اپنی طرف مائل کرنا، انفرادی تبلیغ میں علاقائی اور عالمی سطح پر اپنی رسالت کو وسعت دینا وغیرہ۔

انفرادی تبلیغ میں آپ نے مختلف طریقوں سے استفادہ کیا جیسے تبلیغ کا ایک چھوٹے سے کام سے شروع کرنا، تبلیغ میں فرد کی اصلاح، مشہور قبائل کے سرداروں کو اپنانا، جنگجوؤں کو اہمیت دینا، جنگ میں بھی لوگوں کے حقوق کی رعایت، گناہ پر مصر جوانوں کو اظہار نظر کی جرات دینا، مسلمان ہونے والے کافروں کے سرداروں کی تالیف قلب، انکساری اور اخلاق کا اظہار، آمادہ دلوں کو اپنا گرویدہ کرنا، شوق و انتظار پیدا کرنا، متکبروں کی تذلیل و تحقیر اور ضمیر کو بیدار کرنا۔

اسی طرح گروہی یا اجتماعی تبلیغ میں بھی آپ نے بہت سے طریقوں سے استفادہ کیا جیسے رشتہ داروں کے درمیان تبلیغ کرنا، مسلمانوں کے درمیان بھائی چارگی، مخالفین کی باتوں کو سننا اور مناظرہ کرنا، مظلوموں

کے حقوق کے دفاع کے معاہدہ میں شرکت، غیر معمولی مواقع سے فائدہ اٹھانا، خطبہ و تقریر، لوگوں کی مدد کرنا، لوگوں سے مشورہ کرنا، نظم و ضبط کو اہمیت دینا، تبلیغ میں چیلنج کا استعمال، تبلیغ میں اہم لوگوں سے استفادہ کرنا اور منصوبہ بندی کے ذریعہ تبلیغ کرنا۔

علاقائی اور عام تبلیغ میں بھی آپ نے بہت سے طریقوں سے استفادہ کیا جیسے عام دعوت، غیر مزاحمتی معاہدے، صلح و سلامتی کے ساتھ اسلام کی دعوت، علاقہ کے اجتماعات سے استفادہ کرنا، علاقائی ہجرت، تبلیغی گروہوں کو مختلف مقامات پر بھیجنا، مصیبت زدوں کی دلجوئی اور تبلیغ میں لچک کا ہونا۔

آپ کی عالمی تبلیغ میں جو طریقے استعمال کئے گئے وہ ہیں: دنیا کی بڑی طاقتوں کو دعوت دینا، کامیابی کی الٰہی وعدوں کی خوشخبری، بین الاقوامی ہجرت، عصری تعلیم کے حصول کا حکم، تبلیغ کی رکاوٹوں کو دور کرنا، دھمکیوں کے مقابلہ میں ڈٹے رہنا اور طاقت کا استعمال۔ دوسرے اعتبارات سے بھی پیغمبر اسلامؐ کی تبلیغ کے طریقے تجزیہ و تحلیل کے محتاج ہیں جن کے لئے ایک علیحدہ مقالہ درکار ہے جیسے اخلاقی طریقے، ہنری، تشویق و تنبیہ، امن پسندی، دور اندیشی وغیرہ۔

منابع و مآخذ:

- قرآن کریم
- نہج البلاغہ
- بی آزار شیرازی، سید ہاشم، زندگانی حضرت محمد خاتم النبینؐ، ج ۳
- بی آزار شیرازی، سید ہاشم، تاریخ انبیا، علمیہ اسلامیہ
- زورق، محمد حسن، مبانی تبلیغ، سروش، تہران، ۱۳۶۸
- سبحانی، جعفر، فروغ ابدیت، ج ۱و۲، نشر دانش اسلامی، قم، ۱۳۷۰
- قرائتی، محسن، قرآن و تبلیغ، وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی، تہران، ۱۳۷۲
- قمی، حاج شیخ عباس، منتہی الامال، ج ۲، ہجرت، قم، ۱۳۷۴
- کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، ترجمہ حاج سید جواد مصطفوی، ج ۴
- ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، معروف بہ سیرہ ابن ہشام، ج ۱و۲و۳و۴، بیروت، ۱۹۸۵م
- مطہری، مرتضی، داستان راستان، ج ۱و۲، صدرا، قم، ۱۳۷۲